

Registered

L. No. 89.

نور افشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۳۳) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہے۔ ۱۷۔ اگست ۱۹۰۶ء جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

ہمارے ایک خط کے وسیلہ معلوم ہوا کہ ۲۹ جولائی کی شام کو ہمارے گرجہ گھر میں ایک ہندو نے جسکی عمر ۲۰ برس کے قریب ہے بدست پادری سکھ پال بپتسمہ پایا خدا فضل کرے کہ وہ اپنے ایمان میں قایم رہے۔ **گنڈ ونڈ** کا قصبہ یہاں پور آگ سے تباہ ہو گیا سات سو پچاس مکانات جلکر راکھ ہو گئے۔ آٹھ لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا۔ ۲۴ مکانات خود گرا دیئے گئے امدادی چندہ تیس ہزار کا کیا گیا ہے۔ **زمیندار** کی تحریر ہے کہ ہندوستان میں ملک کی چٹھیوں پر محصول ایک آنہ فی ڈیڑھ تولہ ہے مگر انگلستان کی چٹھیوں کا محصول فی ڈھائی تولہ ایک آنہ منظور ہوا۔ **کلکتہ** میں ولایتی اشیاء کو کوئی پوچھتا بھی نہیں ایک انگلو انڈین تجارتی اخبار کیپٹل راوی ہے کہ کاروبار خرید و فروخت کا بازار سرد ہو رہا ہے۔ کسی قسم کے کپڑے کی مانگ نہیں ہے اس لئے قیمت میں کمی کرنی پڑی۔ اخبار پاؤنیر کا سرحدی نامہ نگار مظہر ہے کہ کابل کے بازار کی سو سے زیادہ دکانیں اور مکانات آتش زدگی سے جل گئے۔ **افغانستان کے** بڑے بڑے دریاؤں میں برف کے پگھلنے سے بڑی بھاری طغیانی آئی ہے۔ **حدود دیوٹی** دہلی میں برقی ٹریموے ڈالنے کی اجازت سرکاری طور پر دی گئی۔ **مدراس** مرہٹہ ریلوے کو گورنمنٹ نے حسب ضابطہ نوٹس دیدیا ہے کہ ایک سال بعد لائن گورنمنٹ خرید لیگی۔ **ریلوے** سٹیشن ملتان پر ایک دیسی گارڈ سرنگی کے احاطہ سے گذر رہا تھا۔ انجن سے کچل کر مر گیا۔ **بمبئی** شہر میں ہیضہ کا زور بڑھ گیا۔ وہ ودھ وخوراک کی آمیزش ہی اس کا باعث پایا۔ **چین** سے سخت قحط کی خبریں آنے لگی ہیں۔ ہر روز دنگے فساد ہو رہے ہیں۔ چاولوں کی بوریاں دن دہاڑے چوکیداروں کو مار کر لوٹ لے جاتے ہیں پولیس کی کچھ پیش نہیں چلتی۔ **شملہ میں** بھاری بارشوں کے سبب سے بہت نقصان ہوا ہے۔ ۴۸ گھنٹہ تک لگاتار برستا رہا۔ بہت جگہ ٹیلے آ پڑے ہیں۔ **گورنمنٹ پنجاب** نے اسکولوں کے ہیڈ ماسٹروں کا تعین کر دیا ۹ ہندو ۹ مسلمان تین سکھ اور ۲ یورپین یا یوریشین ہونگے۔ **پنجاب میں** امسال تعلیمی نمائش نہیں ہوگی اس کے لئے گورنمنٹ سے جو روپیہ ملا تھا وہ ریلوے ٹیکنیکل اسکول لاہور کو دیدیا جائیگا۔ **مہاراجہ بڑودہ** نے اپنے علاقہ میں ابتدائی تعلیم کو لازمی کر دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ جو لوگ اپنے لڑکوں کو تعلیم کے لئے مدرسوں میں نہیں بھیجیں گے انکو جرمانہ ہوگا۔ **سنا جاتا ہے** کہ مسٹر رمیش چندر دت پارلیمنٹ کے ممبر ہونگے۔ مسٹر دت بہت دن سول سروس میں رہ چکے ہیں۔ آجکل بڑودہ کی ریاست کے دیوان ہیں۔ **اہل بمبئی** نے ایک خالص دیسی بنک قایم کرنے کی ٹھانی ہے۔ اس کا نام بنک آف انڈیا رکھا گیا ہے۔ سرمایہ ایک کروڑ روپیہ جو ایک ایک سو کے ایک لاکھ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ **کلکتہ میں** ماہ دسمبر آیندہ میں جو نمائش حرفت و صنعت کی کانگریس کے متعلق ہوا چاہتی ہے اس میں دستی کرگھوں کے لئے دو انعام قرار دیئے گئے ہیں ایک تین سو روپیہ کا دوسرا دو سو روپیہ کا۔ **شیخ** نجم الدین صاحب ریونیو اسسٹنٹ شاہ پور کو ۳۵ یوم کی رعایتی رخصت اس تاریخ سے عطا ہوئی جبتک انکو منشی لچھمی نراین صاحب سبکدوش کریں۔ **اے سی بارنس صاحب** اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر راولپنڈی کو دو ماہ کی رعایتی رخصت شروع ایام ستمبر ۱۹۰۶ء سے عطا ہوئی۔ **شیخ** محمد منیر صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مظفر گڑھ کو ڈیڑھ ماہ کی رعایتی رخصت اس تاریخ سے عطا ہوئی جبتک چودھری محمد دین صاحب انکو سبکدوش کریں۔ **ایس۔ ایس۔** میرس صاحب اکسٹرا جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر لاہور کو دو ماہ کی رعایتی رخصت یکم ستمبر ۱۹۰۶ء سے عطا ہوئی۔ خان محمد اسلم خان صاحب انکو سبکدوش کرینگے۔ **میاں احمد کاکاخیل** صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر رخصت سے واپس آنے پر لاہور میں تعینات کئے جائینگے۔ **جے۔ او۔ ماین شا صاحب** اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ملتان جالندھر کو تبدیل کئے گئے بجائے لالہ اچھرو رام صاحب جو امرتسر کو تبدیل ہوئے۔ **کپتان** سی۔ ایچ۔ بک صاحب منٹگمری میں بطور ڈپٹی کمشنر تعینات کئے جائینگے اور ایل۔ ار۔ ونگ صاحب پنجاب سول سیکرٹری ایٹ میں خاص کام پر تعینات کئے جائینگے۔ **جی۔ ایچ۔** میر صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر امرتسر کو ڈیڑھ ماہ کی رخصت اس تاریخ سے عطا ہوئی جبتک انکو لالہ اچھرو رام صاحب سبکدوش کریں۔ **پنجاب کے** نائب تحصیلداران بندوبست کو آیندہ دورہ بندوبست پر اسلحہ کے لائسنس مفت مل سکینگے۔ **بہت سی** چیزیں جو ولایت سے آتی ہیں ان پر محصول درآمد ... روز افزوں کا خدشہ کرنگی مشین وغیرہ محصول درآمد ...

ایڈیٹوریل نوٹس

انگلینڈ کا مذہبی پہلو۔ آریہ گزٹ لاہور مطبوعہ ۱۰ اگست ۱۹۰۶ء میں پروفیسر پرمانند صاحب ایم اے بمقیم لنڈن نے ایک آرٹیکل میں انگلستان کی مذہبی حالت پر ایک مضمون لکھا ہے جس کے چند اقتباس یہہ ہیں" مجھے اکثر اس بات سے حیرانی ہوتی ہے کہ کس طرح سے وہ قوم جو کہ اس قدر دوسرے معاملات میں جہاں بین کی طاقت رکھتی ہے مذہبی لحاظ سے ادنیٰ سے ادنیٰ توہمات میں پھنسی ہوا اور پھر انہیں توہمات نہ سمجھے بلکہ جلدوں کی جلدیں لائبریریوں کی لائبریریاں انکی تائید میں ہر گردینی حیرانی کا مقام یہہ ہے کہ باوجود عیسائی مذہب ایسکی بیہودہ الاس کی بناوٹ۔ اس کے پھیلاؤ کے طریقہ اور اس کے تنزل کی تاریخ سے کافی علم رکھنے کے یہہ لوگ برابر پکے عیسائی چلے آتے ہیں۔ بڑے بڑے فلاسفر اور تاریخ دان اور فراخ دل رکھنے والے جب اپنی سفری شائستگی کے گن گاتے ہیں.... ساتھ ساتھ اپنے عیسائی ہونے کے فخر کو بھی نہیں بھولتے اس کا اظہار بھی ساتھ ساتھ کرتے جاتے ہیں"۔

کالج کے سب طالبعلموں کے اندر کچھ حصہ کوئی دس فیصدی شاید ایسے ملتے ہیں جو کہ سچے دل سے یقین رکھتے ہیں اور اس کے لئے ہر قسم کی تکلیف گوارا کرنے پر تیار رہتے ہیں۔ سو دوستوں کے پاس جائینگے۔ انہیں بائیبل پڑھائینگے۔ انکو ساتھ لیکر دعا مانگینگے اور مذہبی جوش پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں"

"مجموعی دہریہ پن کی لہر یہاں پر چلی تھی وہ اب رکی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ صرف دہریہ پن لوگوں کی آتما کو کبھی تسلی نہیں دے سکتا۔ گو کتنے ہی روز سے سائنس انکی تائید میں ہو" وہ بیانہ درجہ کی جماعتوں میں مذہب کا اثر زبردست معلوم ہوتا ہے"

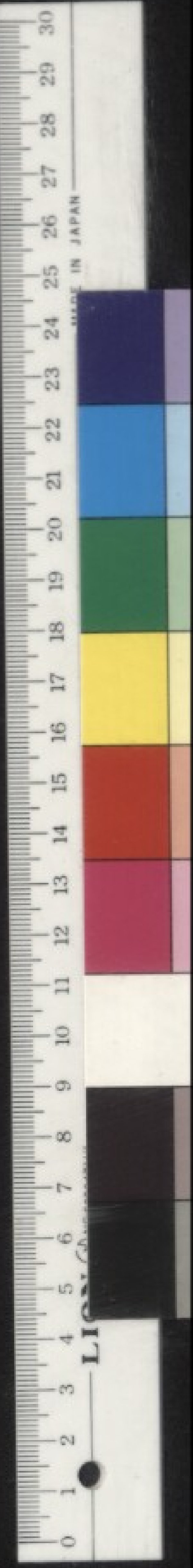
ان اقتباسوں کو جو ہم نے پروفیسر پرمانند صاحب کے مضمون سے نقل کئے ہیں پڑھکر کون عقلمند نتیجہ نکال سکتا ہے کہ انگلستان میں مسیحی دین تنزل کر رہا ہے جیسا کہ بعض آریا لوگ ہمیشہ اخبار ثابت کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ اور غلط جھوٹا خیال پیدا کرکے اس ملک کے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پروفیسر صاحب انگلستان کی مذہبی حالت پر اپنی حیرانی ظاہر کرتے ہیں اور انکی یہہ حیرانی قدرتی ہے۔ کیونکہ انجیل کی قدرت ہمیشہ سے یہودیوں کے لئے ٹھوکر کھلانیوالا پتھر اور یونانیوں کے لئے بیوقوفی رہی ہے اور خداوند مسیح نے خود بھی کہا ہے کہ "اے باپ میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے ان باتوں کو داناؤں اور عقلمندوں سے چھپایا اور بچوں پر کھولدیا"۔ پروفیسر صاحب جو کہ اپنے تئیں بہت عقلمند سمجھتے ہیں اور خدا کی اعلیٰ و قیمتی صداقتوں کو توہمات خیال کرتے ہیں اگرچہ بعد میں آپ ہی انکار بھی کرنے لگتے ہیں کس طرح مسیح کی قدرت کو سمجھ سکتے ہیں؟

یورپ کے جس تاریک زمانہ کا وہ ذکر کرتے ہیں اگر اس کا بغور مطالعہ کریں تو ان کو معلوم ہوجاویگا کہ اس وقت خدا کے کلام کی روشنی کو انسان نے اپنی خودغرضی اور گناہ کے سبب سے روکنے کی کوشش کی تو بھی وہ جو زندگی کا کلام ہے جس میں آتش فشان پہاڑ کی مانند الٰہی لاوہ بھرا ہوا ہے اپنی قدرت دکھلاتا رہا اور مختلف شخصوں کی زندگی میں اثر کرتا رہا ہے جس کا نتیجہ اصلاح کا زمانہ ہوا اور اس کے بعد وہ روشنی طلوع ہوئی جسکو دیکھکر اب پروفیسر صاحب حیران ہیں۔ مسیحی دین کا قیام و ترقی اس واسطے نہیں ہے جیسا کہ پروفیسر صاحب کا خیال ہے کہ "اسے گورنمنٹ کی امداد ہے"۔ انکو معلوم ہوگا کہ سوائے چرچ آف انگلینڈ اور چرچ آف سکاٹ لینڈ کے اور کسی مشن کو کسی سرکار کی طرف سے مدد نہیں ملتی تو بھی وہ نہ صرف قائم بلکہ ترقی کرتے جاتے ہیں۔ امریکہ اور اور ممالک میں مسیحیت ترقی کر رہی ہے لیکن سرکار کی طرف سے وہاں کوئی مدد نہیں ملتی۔

ہمارا یقین ہے کہ ہندوستان کی دینی۔ اخلاقی اور ملکی ترقی صرف اسی ایک بات میں ہے کہ وہ مسیح کو اپنا منجی پہچانے۔ جب تک وہ حقیقی منجی سے نہ صرف انکاری بلکہ اس کے مخالف ہیں تب تک برکت آ نہیں سکتی ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم اپنے فضل سے اس ملک کے لوگوں کی آنکھیں کھولے کہ وہ مسیح کو اپنا نجات دہندہ پہچانیں۔

پھلور میں بشارت۔ ایک نامہ نگار نے پھلور کے کام کی نسبت لمبا چوڑا مضمون لکھکر ارسال کیا ہے جسکو عدم گنجائش کے باعث ہم شایع نہیں کر سکتے مگر ناظرین کی واقفیت و دلچسپی کے لئے اس کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔ یہاں پر بلاناغہ بشارت کا کام ہوتا اور ایک "ریجس ٹریکٹ کلب" بھی قائم ہے۔ اس کے پریسیڈنٹ پادری ایچ گولکناتھ صاحب ہیں ہفتے وار اس کے جلسے ہوا کرتے ہیں جن میں ہر قوم و مذہب کے لوگ شریک ہوکر اپنے اپنے اصول کے مطابق گفتگو کرتے ہیں مسیحیوں کو موقعہ ملتا ہے کہ وہ انجیل کی صداقتوں کو صفائی کے ساتھ ان کے روبرو پیش کرسکیں قریباً ہر روز بازار میں منادی ہوتی ہے لیکن لوگ اس کی بہت پرواہ نہیں کرتے اور سننے میں شوق نہیں دکھلاتے۔ پچھلے دنوں مسیحی بھائیوں نے ملکر برکت کے لئے دعا مانگنی شروع کی اور لگاتار ایک ہفتہ تک دعا و مناجات کرتے رہے۔ خدا نے اپنی قدرت کو ظاہر کیا نہ صرف بھائیوں نے آپس کی نااتفاقی اور رنجش و بدگمانی وغیرہ کا اقرار کرکے ایک دوسرے سے معافی مانگی اور میل کیا بلکہ ایک شخص جس نے چھ ما سال ہوئے بپتسمہ حاصل کیا تھا مگر اپنے محمدی دوستوں اور رشتہ داروں کے ڈر سے ظاہرہ اقرار نہیں کرتا تھا اپنے گناہ سے قایل ہوا اور اس نے سب کے سامنے اپنے مسیحی ہونے کا اقرار کیا۔ اور چند شخصوں نے ظاہر کیا کہ وہ دین کے متلاشی ہیں خدا کرے کہ وہ اپنے حقیقی نجات دہندہ کو پالیویں۔ گیت اور شہر میں منادی کے لئے لودیانہ کی گانیوالی پارٹی کو دعوت دی گئی اور اس پارٹی کے وسیلے مسیحیوں کے گھروں شہر کے بازاروں میں گیت ما اور بھجن اور منادی کے وسیلے ہزاروں کو خدا کا کلام سنایا گیا۔ لوگوں نے دل لگا کر شوق سے کلام کی باتیں اور گیت سنے خدا کرے کہ یہہ بیج جو بویا گیا ہے بتیس گنا ساٹھ گنا اور سو گنا پھل لادے۔





آثار قیامت - یسوع نے جواب میں اُن سے کہا۔ کہ خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے۔ کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئینگے اور اپنے آپکو مسیح کہینگے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کرینگے۔ اور تم لڑائیوں اور لڑائیوں کے افواہ سنوگے ..... اور جگہ جگہ کال اور بھونچال آئینگے ..... بے دینی کے بڑھ جانے سے بہتوں کی محبت ٹھنڈی ہو جائیگی۔ ... جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہونگے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائینگے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں۔ ..... لیکن یہہ سب باتیں مصیبتوں کا شروع ہی ہونگی" (متی ۲۴: ۳ سے ۲۸)

خداوند مسیح کی یہہ تمام باتیں آجکل کیسی صفائی سے لفظ بلفظ پوری ہو رہی ہیں کہ اس میں کسی کو کلام ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر یہہ باتیں یوں ہی پوری ہو رہی ہیں تو کیا اور باتیں جو مسیح نے فرمائی انہیں غلطی کا احتمال ہو سکتا ہے؟ ان باتوں کے ثبوت کے لئے زمانہ حال کے کل واقعات ہر دیدۂ بصارت کی پیش نظر بدیہی طور پر بھی اعتراض کی گنجائش ہی نہیں۔ انکی تحریری تصدیق کے لئے ہم ان میں سے چند ایک بیانات کو اخبارات میں سے نقل کرتے ہیں۔ ۲۲ اپریل کے انگریزی اخبار پایونیر میں ایک حسب ذیل ایڈیٹوریل نوٹ مرقوم ہے جس کا اقتباس ہم ریویو آف ریلیجنز سے کرتے ہیں۔

"سنہ ۱۹۰۶ء ..... ایک تہائی بھی نہیں گذرا مگر ابھی سے اسکی تاریخ میں مصائب اور تباہیاں اس قدر جمع ہو گئی ہیں جو دس سال کے لئے کافی ہیں۔ ایک ہفتہ بھی ایسا نہیں گذرتا جو ان تباہیوں کا نقشہ دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں ظاہر نہو جاتا ہو۔ اور اُس کی حرکت دنیا میں ہر طرف سے یکساں ہے۔ سب سے اول جزائر غرب الہند میں آتش فشان مادہ کا پھوٹ نکلنا تھا۔ جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ ساٹھ سال کے عرصہ میں اس قدر شدت اس کی نہیں پائی گئی۔ اور اس کے ساتھ قریب قریب کے جزیروں میں بھی مادہ آتش فشان کی حرکت بڑے زور میں ہوئی۔ اس کے بعد ایک تباہ کن طوفان اور سیلاب دریائے مسیسپی میں آیا۔ فارموسا میں دو زلزلے نہایت ہی سخت یکے بعد دیگرے دو مہینوں کے اندر اندر آئے۔ اور یہہ زلزلے اس زلزلے سے شدت میں کہیں بڑھ کر تھے جس نے سان فرانسسکو کو تباہ کیا۔ اس کے بعد فرانس کی ایک کوئلہ کی کان میں خطرناک حادثہ آگ لگنے کا وقوع میں آیا ہے۔ جس کی تباہی کی نظیر کسی کان کے حادثہ میں پائی نہیں جاتی۔ اور یہہ واقعہ بھی ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں پہلے اس قسم کا کوئی خطرہ بھی نہ ظاہر ہوا تھا۔ اس حادثہ کے بچے ہوئے لوگ ابھی مشکل سے سطح زمین پر لائے گئے تھے کہ جنوبی اٹلی کی طرف انسانی ہمدردی کو متوجہ ہونا پڑا۔ جہاں ویسووس ایسی ایسی سختی کے ساتھ پھٹا کہ اس کی نظیر کئی صدیوں میں نظر نہیں آتی۔ اور اس قدر دور دور تک اس کی تباہی کا اثر پہنچا کہ نیپلز بھی اس خطرہ میں پڑ گیا کہ خاکستر کے نیچے دبکر تباہ ہو جائے۔ اس خوبصورت شہر کے امن کی نسبت ابھی پورا اطمینان نہوا تھا کہ یہہ زمینی مادہ کیلیفورنیا کے نہایت خوبصورت اور سرسبز ساحل پر جا نکلا۔ اور ایک آن کی آن میں مغربی دنیا کے سب سے خوبصورت شہر کو خاک میں ملا دیا۔ اس عام اور سخت تباہی کی نظیر پہلی صدی عیسوی کے بعد اور کہیں نہیں ملتی۔ جبکہ زلزلے اور آتش فشان کے مادے یورپ اور ایشیا کوچک میں اس طرح پھوٹ پھوٹ کر نکل رہے تھے جنکا نقشہ کسی قدر مکاشفات میں ملتا ہے"۔

علاوہ اس کے سنہ ۱۹۰۵ء کے اپریل کا برباد کن زلزلہ جو کانگڑہ اور دیگر مقامات میں واقع ہوا پلیگ اور کال وغیرہ کا دردناک نظارہ جو آئے دن ہندوستان اور جاپان اور دیگر ممالک میں ظاہر ہو رہا ہے۔ بے دینی ہر فرقہ اور ہر محکمہ اور ہر پیشہ اور ہر ملک میں اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ خدا کی پناہ۔ کیا یہہ باتیں انجیل کے مذکورہ بالا بیان کی مصدق اور اس امر کی دلیل نہیں ہیں کہ قیامت نزدیک ہے؟ علاوہ اس کے ان آخری دنوں میں جھوٹے نبیوں اور مدعیوں کی ایسی بھرمار اور گرم بازاری ہے کہ بے تحاشا زبان پر یہی آتا ہے کہ لاریب آخری ایام کا آغاز بالضرور ہے۔ جھوٹے مسیحیوں کی شورا شوری کسی سے مخفی نہیں۔ ہمارے ایک ہمعصر کا بیان ہے کہ

"یہہ مسیح ہے یا کیا؟ حوادث زلزلہ کی طرح جدہر سے سنو ایک سے ایک بڑھکر مسیح کی خبر سنائی دیتی ہے۔ مسٹر ڈوئی اور قادیانی مسیحائی کی خبروں سے تو آپ لوگ واقف ہی ہیں۔ اور اسی پرچہ میں ایک پوٹھوہاری مسیح کی خبر بھی آپ نے پڑھلی ہوگی۔ مگر یہہ ایک اور ہی صاحب ہیں جنہوں نے حال میں امریکہ کے اضلاع متحدہ میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ انکا نام مسٹر سپنگلر ہے۔ یہہ قوم کے یہودی ہیں۔ انکا دعوے ہے کہ میں بالکل سچا نبی ہوں اور سنہ ۱۹۰۶ء کے جس قدر بڑے بڑے واقعات میں نے بطور پیشگوئی پیش کئے تھے وہ سب کے سب صحیح نکلے ہیں اور قریباً کل بڑے بڑے واقعات جو ظہور میں آچکے اور آئینگے میں نے اپنی اس فہرست میں درج کر دیئے تھے جو فہرست میں نے پیش از وقوع شائع کر دی تھی۔ اس فہرست میں کوہ ویسووی یس کے حادثہ کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے مگر لنکا کا اخبار ٹائمز رقمطراز ہے کہ کسیبر کی تباہی کی پیشگوئی اس فہرست میں درج نہیں تھی۔ فہرست میں جن حوادث کا ذکر کیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہے (۱) سلطنت روس کا زوال (۲) ٹرکی کا تہ و بالا ہونا (۳) زار کا دھوکے سے قتل کیا جانا (۴) پریزیڈنٹ روزویلٹ کا تین لڑائیوں کو روکنا (۵) ممالک متحدہ کی جنوبی ریاستوں میں ایک زبردست

اور دیہہ بالڑائی (۲) ممالک متحدہ میں سیلاب جسمیں سے نقصان ہوگا وغیرہ۔ خیر مسٹر سپنگلر سچا ہو یا جھوٹا اسپر توہم بحث کرنا فضول سمجھتے ہیں مگر اتنا ضرور خیال آتا ہے کہ ان کمبخت مسیحوں کو دنیا کی بہتری کا کوئی الہام نہیں ہوتا۔ یہہ جو پیشگوئی کرتے ہیں منحوس ہی کرتے ہیں۔" (شبھ چنتک)

"آجکل ایک نئے مسیح پیدا ہوتے ہیں۔ اپنے آپ کو راستباز اور سچا مسیح اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو جھوٹا اور رد کا نذر ظاہر کرتے ہیں۔ یہہ تازہ مسیح اپنی صداقت میں تین مثالیں پیش کرتے ہیں ایک تو یہہ کہ کئی دن تک اگر انکو کھانا نہ ملے تو انکا کوئی ہرج نہیں ہوتا۔ اور کہ اگر انکو بحر مواج میں جہاں کشتی وغیرہ کو بھی قیام ہو ڈالدیا جاوے تو تیر کر نکل آئینگے۔ تیسری مثال یہہ ہے کہ اگر کوئی قتل کا مقدمہ درپیش ہو یہہ پہلے فیصلہ سے آگاہ کر دینگے۔" (ایضاً)

اب ناظرین بخوبی معلوم کر سکتے ہیں کہ انجیل کی باتیں کہاں تک ظہور میں آرہی ہیں۔ جو واقعات اب ظاہر ہو رہے ہیں انکو انجیل نے دو ہزار برس پیشتر مفصل بیان کر دیا ہے۔ کیا ان واقعات سے انجیل کی صداقت اور مسیحی دین کا منجانب اللہ ہونا اور ان مسیحوں کا جنمیں سے مرزا قادیانی صاحب ایک ہیں کاذب دھوکےباز اور مفتری ہونا روز روشن کی طرح عیان نہیں ہے؟ انجیل کے ان بیانات کو اور موجودہ زمانہ کے واقعات کو مرزا قادیانی کی تحریرات اور دعووں سے مقابلہ کرو تو کیا سرقہ مضامین کے مجرم آپ نہیں ہیں؟ ہم تو آپ کو تب حق جانتے جب یہہ پیشینگوئیاں قبل از ین انجیل میں مذکور نہوتیں اور آپ ان باتوں کی پیشینگوئی کرتے اور وہ من وعن پوری ہو جاتیں۔ اور ساتھ ہی اس کے اپنے نمونہ اور تعلیم سے اسکی تصدیق کرتے جیسے خداوند مسیح نے کیا۔ مگر اب تو آپ استثناء ۱۸: ۲۱ سے دیکھ کے مطابق فتوے الہی کے تحت میں ہیں۔ آپکا ایک ایک بیان انجیل سے مسروقہ ہے جسپر آپنے اپنے طرز عبارت کی جلا چڑھا کر اور اس کو اپنی بنا کر پبلک کو دھوکا دینے کی کوشش کی ہے۔ اور پھر اس پر یہہ ناز کہ ہمیں الہام ہوا ہے۔ بھلا آپ کیا ہیں؟ انجیل کے رو سے تو آپ سے بھی بڑھکر مسیح دنیا میں آنے والے ہیں۔ جو بڑے بڑے عجائبات دکھائینگے اور دنیا کو حیرت میں ڈالدینگے۔ مگر بھی وہ جھوٹے اور آپ ہی کے بھائی ہونگے۔ یاد رکھیں برگزیدوں کا آپ جیسوں کے جال میں آنا ناممکن ہے۔ ہاں البتہ جہلا کو اور انجیل سے نا واقف کو اور زندہ عقیدوں کو یا رکابی مذہب والوں کو جن کے دین وایمان کا کچھ پتہ نہیں جسقدر چاہیں پھسلا دیں۔

مسیحی کارندوں کے لئے ہدایتیں۔ ۳۔ سرگرمی جوش۔

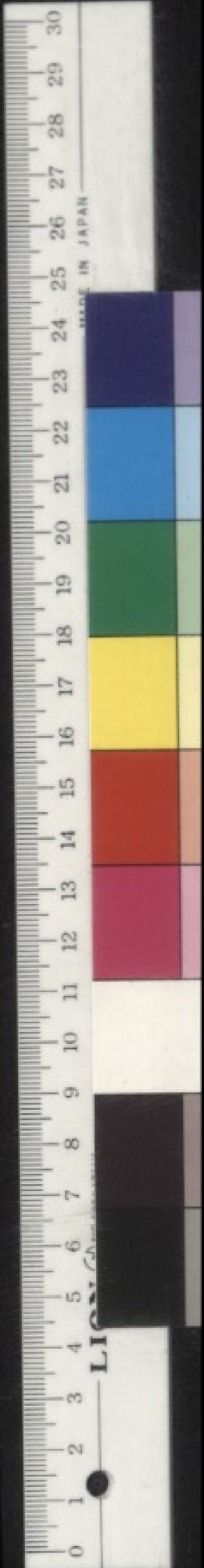
ضرور ہے کہ یونانیوں کا اصلی خیال جوش کی نسبت پھر تازہ کیا جاوے۔ انکا اسکی نسبت یہہ خیال تھا کہ خدا انسان میں ہے۔ یہہ سرگرمی کا رجسکے ہمارے خیال میں حقیقی معنے یہی ہیں (مترادف ہو)۔ اسمیں ایک حقیقی سرگرمی شامل ہے جو اصلیتوں کو پہچان لیتی ہے اور جان ودل سے اپنی کل طاقتوں کو اپنی اور اوروں کی بہتری میں لگاتی ہے وہ شخص جو برائے نام سرگرم ہو سرگرم کہلانے کا مستحق نہیں ہے تاوقتیکہ اسکی ساری سرگرمی اس زندگی کی طرف جسمیں خدا بستا اور کام کرتا ہو لگی ہوئی نہ ہو۔ پولوس حقیقی سرگرم تھا وہ کہہ سکتا تھا کہ میں زندہ ہوں تو بھی میں نہیں بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کیسی کوشش کرتا تھا کہ اسکی زندگی کا گھر الہی مہمان کے رہنے کے لائق پاک ہیکل کی مانند ہو۔ اسکی سرگرمی سے بہتوں کے دل تھرا اٹھتے ہیں کیسی سخت مخالفتیں۔ دکھوں اور مصیبتوں میں ظاہر ہوتی ہے (یوحنا ۵: ۱۰-۱۱)

پولوس موت تک سرگرم تھا۔ اس فقرے کی جس کا عام استعمال کیا جاتا ہے گہرائی پر غور کرو۔ وہ شخص جو جان دینے تک سرگرم ہے صرف ایک مقصد کو مدنظر رکھکر صرف اسی کے لئے جیتا ہے اور باقی سب باتوں کی نسبت مردہ ہے۔ یہی سچی سرگرمی ہے سچے مسیحی کارندے کو چاہئے کہ اس قسم کے مزاج کو اپنی زندگی میں بڑھاوے اور کوشش کرے کہ اسکی اصلی خوبصورتی اور قدرت تمام میں نشوونما پاوے برعکس اس کے اسکی عدم موجودگی ہزاروں کو خداوندی کی خدمت کے ناقابل بنا دیتی ہے۔ اچھی روحانی فتح کی ایک علامت ہے۔ آج کل کی کلیسیا کی افسوسناک حالت روحانی سستی اور لاپرواہی ہے۔ ایسی زندگی کا مرکز خودی ہے۔ ایسے شخص کی زندگی پر خدا کا ایسا قبضہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اس کی حضوری کو محسوس کریگا۔ انسان جسقدر خدا کو اپنے اندر دخل دیتا ہے۔ وہ اسی قدر اس کے اندر آنے کو تیار ہے۔ لیکن اسکی اطمینان نہیں ہوتی جب تک کہ بہترین دلی محبت حاصل نہ کرے۔ خدا کو اپنی زندگی میں آنے دو اور لوگ فوراً معلوم کرلیں گے اور سچے سرگرم آدمی کی کوششوں کا پھل دیں گے گلاطی ۶: ۱۷)

دعا۔ اے مسیح میرے نجات دہندہ اور میرے خدا! مجھ میں قائم ہو اور میں تم میں۔ تیرے میرے اندر رہنے سے سب لوگ جانیں گے کہ میں تیرا ہوں اور تو میرا ہے۔

۴۔ بھروسہ حقیقی زندگی کی فرمانبرداری

اس بات کا پختہ یقین کہ خدا چاہتا ہے کہ ہر شخص یسوع مسیح کی مشابہت میں ترقی کرتا جاوے اس ایمان کو زیادہ مضبوط کرتا ہے کہ خدا ہر شخص کی جو اپنی زندگی میں اس نتیجے کو پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے مدد کرتا ہے بھروسہ کی روح محض سچے آدمی کی زندگی میں ہی نشوونما پاتی ہے جہاں تک کوئی شخص سچا سمجھا جاتا ہے اسی قدر اس پر بھروسہ کیا جاتا ہے اسی طرح لوگ جسقدر خدا



کو سچا یقین کرتے ہیں اسی قدر اس پر بھروسہ کر سکتے ہیں۔ باہمی دوستی کی مضبوطی اور کسی گھرانے کی خوشی اس امر پر منحصر ہے کہ بھروسہ کی روح سچے آدمیوں کے باہمی اعتبار سے بڑھتی ہے۔ اگر دونوں میں سے کوئی ایک سچائی کو ترک کر دے تو اعتبار میں شک پیدا ہو جاتا ہے اور خوشی خاک میں مل جاتی ہے۔ اس سے سبھوں کو بڑی نصیحت حاصل ہوتی ہے۔ پیدائش ۹ م ۲: ۷-۹ اور ۲۱-۲۳) ؛

چونکہ سچی دوستی کی اصلی طاقت کی بنا باہمی بھروسہ پر منحصر ہے۔ اس لئے صرف اسی بات پر یقین کر لینا کافی نہیں ہے کہ میں خدا پر بھروسہ کر سکتا ہوں بلکہ یہہ بھی محسوس کرنا چاہئے کہ خدا مجھ پر بھروسہ کر سکتا اور یقین کر سکتا ہے کہ میں اس کو کبھی ترک نہ کرونگا۔ ہمیشہ ایسے موقعہ ہوتے رہتے ہیں جبکہ اس کو میری مدد کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ میں اپنی ضرورت کے وقت اس پر بھروسہ کر سکتا ہوں کیا وہ اپنی ضرورت کے وقت مجھ پر بھروسہ کر سکتا ہے۔ یہہ ہی زندگی کی تابعداری کی کسوٹی ہے۔ اس کی ضرورت پر غور کیجئے۔ جسقدر مجھ کو یہہ یقین نہیں ہو سکتا کہ خدا مجھ پر بھروسہ کر سکتا ہے اسی قدر یہہ یقین بھی نہیں ہو سکتا کہ میں خدا پر بھروسہ کر سکتا ہوں۔ میرے ایمان کا انحصار ہمیشہ میرے خدا کے وعدے کے مطابق وفادار رہنے کے مقصد سے کیا جاتا ہے۔ کاروباری دنیا میں سب سے عمدہ بات یہہ ہے کہ ایک دوسرے کے وعدے پر عام طور سے بہت بھروسہ کیا جاتا ہے پر بہت سے ایسی جو کاروبار میں مشغول ہیں خدا کے ساتھ اپنے وعدوں کے پورا کرنے کی ایسی پرواہ نہیں کرتے جسقدر کہ اپنے ہم جنسوں کے ساتھ وعدہ وفائی کا خیال کرتے ہیں سچے مسیحی کی زندگی کے لئے یہہ بہت ضروری بات ہو۔

دعا۔ اے خدا! فضل بخش کہ میرا سب سے اعلی مقصد یہہ ہو کہ میں ایسی زندگی بسر کروں کہ تو مجھ پر بھروسہ کر سکے۔ تو میں فتح مندانہ ایمان سے تجھ پر بھروسہ کر سکونگا۔ تو اپنا انکار نہیں کر سکتا۔ کاشکہ میں پورے طور سے سچا۔ نیت میں سچا۔ خیال میں سچا اور تمام زندگی میں سچا ہونا سیکھ لوں ؛

مراسلات

ترک ویدیزم حصہ اول و دویم

یہہ دونوں رسالے ہیں تو بابو جگدمبا پرشاد نو مسلم شیخ عبدالعزیز کے۔ مگر انہیں عمل دخل انہی لودیانوی شیخ صاحب میاں الہدیا کا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ان میں بھی ویسی ہی معقولیت سے بحث کی گئی ہے جیسے ہمارے دوست میاں الہدیا کی اڈیٹری میں ہوا کرتی ہے۔ بابو جگدمبا پرشاد حصہ اول میں ترک مذہب کی نسبت تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مجھ سے سوال کیا جائیگا کہ تم نے اسلام میں کیا خوبی دیکھی۔

اُس کا جواب میری جانب سے یہہ ہے کہ جن وجوہات سے میں نے سناتن دھرم کو ترک کر کے آریہ سماج کا مذہب قبول کیا تھا انہی وجوہات سے اب میں نے آریہ سماج کو ترک کر کے اسلام قبول کیا ہے۔ اور جو خوبیاں اور فضیلت مجھے آج سے سولہ برس قبل آریہ سماج کی کتابوں لکچروں اور اپدیشکوں سے اس میں معلوم ہوئی تھیں۔ وہی خوبیاں اس وقت مجھے اسلامی کتابوں میں اور علمائے دین اسلام سے اسلام مذہب کے اندر معلوم ہوئی ہیں۔ اور جس طرح اس وقت میں نے اس وقت کے خیال کے مطابق آریہ پنڈتوں سے کافی شنکا سمادھان رفع شکوک کر کے اپنے دل کی تسلی تو کر لی تھی۔ مگر اس لائق نہ تھا کہ آریہ سماج کے معترضین کو لاجواب کر سکتا۔ مگر چند سالوں بعد یہہ طاقت بھی کسی قدر کر سکا تھا۔ اور تحقیقات اور چھان بین کرتے کرتے اب اس درجہ تک پہنچ گیا۔ کہ آریہ سماج کا اپدیشک بننے کی پرجوش کوشش کا نتیجہ یہہ ہے کہ جو آج ظاہر ہوا ہے کہ اس کے دائرہ سے ہی باہر جانا پڑا۔ اسی طرح اس وقت اگرچہ میں نے اپنے تمام شکوک رفع کر لئے ہیں۔ اور اپنے آتما کا شخص کو تسلی دینے کے لئے میرے دماغ میں کافی سامان پہنچ گیا ہے۔ تاہم ابھی مجھے اس قدر طاقت نہیں ہے کہ اسلام کے معترضوں کا جواب دے سکوں۔ اور اگر میں عربی زبان سیکھ لینے ضروری کتابیں پڑھنے اور عالمان و فاضلان دین اسلام کی صحبت عرصہ تک کرنے کے بعد اس لائق ہو سکا کہ معترضوں کا جواب دے سکوں۔ تو اُس وقت میں اسلام کے لئے بھی بخوشی تیار ہونگا +۔ کیا یہہ مطلب ہے کہ ترک اسلام کے لئے۔ کہ جس طرح آریہ سماج کی طرف سے جواب دینے کے قابل ہوا تو نتیجہ اسلام ہوا۔ تو جب اسلام کے متعلق جواب دینے کے قابل ہونگا۔ تو نتیجہ ترک اسلام نہیں تو پھر اور کیا۔ اس پر مجھے وہ جولاہے کی کہانی یاد آتی ہے جو نقل ہے۔ کہ کوئی جولاہا کسی کے ہاں رات کو چوری کو گیا۔ اسباب نکالکر ایک گٹھڑ باندھا۔ جس وقت وہ اسباب لیکر کودنے لگا۔ تو آپ تو باہر جا رہا۔ اور گٹھڑ اندر گر گیا۔ بے نیل و مرام گھر چلا گیا۔ صبح کو شور پڑ گیا۔ کہ فلاں گھر میں چوری ہوئی۔ مگر چور اسباب چھوڑ گئے اور چلے گئے۔ نمبردار چودھری۔ کوتوال سب جمع ہوئے۔ اور حیران تھے کہ چور کس راستہ آیا۔ اور کس رستہ چلا گیا۔ اور اسباب کیوں چھوڑ گیا۔ جولاہا بھی تماشبینوں میں حاضر تھا۔ خیال کرنے لگا کہ لوگ کیسے بے عقل ہیں انکو یہہ ہی نہیں لگتا۔ کہ یہہ

+ اس کے (اسلام) دائرہ سے باہر جانا پڑیگا۔ (ابو داؤد)

واقعہ کس طرح ہوا۔ مجبوراً عقل کا پورا آگے بڑہا۔ اور کہنے لگا۔ کہ سنو نمبردارو۔ مجھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ چور اِسی رستہ آیا۔ کیونکہ دیکھو کونے کے نشان موجود ہیں۔ اور اندر سے اسباب نکالکر یہان رکھکر اُس نے باندھا ہے۔ اور اِس چولہے کے اوپر سے دیوار پر گٹھری رکھکر آپ چڑھگیا آخر جب باہر کو کودا تو کیا ہوا کہ گٹھری اندر اور میں باہر ٹھیک یہی حال ہمارے عبدالعزیز صاحب کا ہے پہلے ہی سے مسلمانوں اور آریوں کو یقین دلاتے ہیں کہ مجھے اسلام کو اچھی طرح سمجھ لینے دو۔ تو بس پھر گٹھری اندر اور میں باہر

پہلے حصہ میں انہوں نے ستھیارتھ پرکاش پر چند اعتراض کئے ہیں۔ یہہ ایک معمولی بات ہے۔ اور آخر میں اپنی کارگزاری کے چند سرٹیفکیٹ پیش کئے ہیں کہ میں بھلا مانس ہوں۔ اچھا صاحب آپ بھلے مانس ہیں۔ ہم بھی مان لیتے ہیں۔ تو کیا اس سے اسلام حق ثابت ہوگیا۔ اور آریہ سماج جھوٹا۔ صاحب کوئی دلیل دو۔ کوئی عقل کی بات کرو۔

شروع میں لکھا ہے کہ میں ۱۶ برس کی عمر میں آریہ ہوا تھا۔ تعجب ہے کہ اگر ۱۶ برس کا جوان مسیحی ہوجاوے۔ تو ملک بھر میں شور پڑجاوے۔ کہ حضرات پادری نے (یہہ الہ دیا کا محاورہ ہے) زبردستی ایک نابالغ کو کرستان بنالیا۔ لیکن آریہ ہونے پر کسی نے چوں بھی نہ کی ؛

دوسرا حصہ بابو نرائن پرشاد صاحب مرادآبادی آریہ کا جواب الجواب ہے۔ ترک ویدارم کا جواب بابو نرائن پرشاد صاحب نے دیا۔ بعد اُس کا جواب نو مسلم عبدالعزیز صاحب نے دیا۔ جس کا نام ترک دیدار کا حصہ دوسرا رکھدیا۔ انہین دہی منتروں اور اپنشدوں کا جھگڑا ہے۔ نہ تو ویدازم کی صداقت بابو نرائن پرشاد صاحب نے ظاہر کی۔ اور نہ اسلام کی صداقت شیخ جگدمبا پرشاد نے کی۔ میرے خیال میں فضول تحریرات ہیں۔ اور شیخ .... صاحب اور شیخ .... صاحب کے پانچوں گھی میں ہیں اور .... یہی مدعا ہے جو حاصل ہے۔ حسب بیوپاری جہان فائدہ دیکھا وہاں ہو رہے۔ خواہ دنیا کا خواہ عاقبت کا۔ مگر ان تحریرات میں عاقبت کا کہین ذکر نہیں۔ اللہ اللہ

حق کجا اور طالبان حق کجا۔ ہیں۔ میں تو تو ہو رہا ہے

گفتمش بندہ ام بگفت خوش
تو چہ دانی کہ بندہ چوں باشد

راقم:۔ ابو داؤد

آریون کے لئے ایک غور طلب مقام

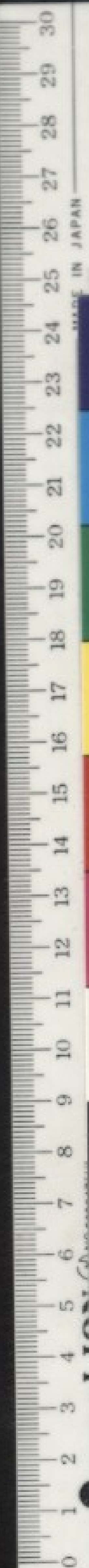
سوامی دیانند جی کتاب اوپدیش منجری صفحہ ۳۳ میں فرماتے ہیں وہ اب سوال یہہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایشور ساکار (جسم) نہیں تو اس سے وید کا ظہور کیسے ہوا تالو زبان ہونٹھ وغیرہ جسمین نہیں وہان آواز کیونکر پیدا ہوسکتی ہے ؟ اس کا جواب بہت آسان ہے ایشور سروشکتیمان ہے پس صاف ظاہر ہے کہ اُسے مونہہ وغیرہ اندریوں کی ضرورت نہیں محسوس ہوتی آواز پیدا کرنے وغیرہ کی ضرورت الپ شکتی والوں کو ہوتی ہے وگرنہ ایک منتر کا ترجمہ یہہ ہے (اس کے ہاتھ پیر آنکھ اور کان نہیں لیکن وہ سب جگہ چلتا سب کچھ پکڑتا دیکھتا اور سنتا ہے سارے جہان کا بنانیوالا وہ ہے اُس کا بنانیوالا کوئی نہیں وہی پراچین انادی پرش ہے)

آپ سب یہہ قبول کرتے ہو کہ بغیر ہاتھ کے ایشور نے سارے جہان کو بنایا پھر بھلا بغیر زبان کے کیون نہ وید بنا سکیگا ؟ انتہی یہہ عبارت سوامی جی کی ہے یہان سے ثابت ہوتا ہے کہ سوامی جی نے ایک یہہ بھی اعتقاد رکھا ہوا تھا کہ پرمیشور چونکہ سروشکتیمان ہے اس لئے اُسے کسی چیز کے بنانے میں کسی چیز کی حاجت نہیں آریہ صاحبان اس عبارت کو اگر آپ اس طرح پڑھیں کہ جہان جہان لفظ وید آیا ہے وہاں وہاں یہہ دنیا پڑھیں اور جہان ہاتھ پاؤں اعضا وغیرہ ہیں وہاں روح و مادہ وغیرہ تو پھر آپ کو سوامی جی کی کلام سے ہی اس واحد لاشریک پرمیشور کا خالق کل ہونا مل جائیگا اور میں نے یہہ ایک عجیب طرز اختیار کر کے آپ کی غور کرنے کا موقع دیا ہے جس سے مجھے امید بھی ہے کہ آپ اس کو غور سے پڑھینگے اور اس نہایت نامعقول عقیدہ یعنی مذاہب ارواح و مادہ سے انکار کرینگے وہ اس قادر مطلق سروشکتیمان پر ایمان لائینگے۔ اور امید ہے کہ میں کبھی کسی دوسری جگہ اسی کی تفصیل کر کے آپکی مدد کرونگا۔ خدا کرے کہ آریہ صاحبان دہریت کے گہرے خندق سے نکلکر بہت جلدی پرمیشور کی کنار عاطفت میں پہنچیں ؛

آریوں کا خیرخواہ رحمت مسیح از شاہ کوٹ

”ناجائز بیویان اور ناجائز بچے“ کی تائید

یہہ عالمگیر قانون ہے کیونکہ وہ ابتدائی نکاح پر مبنی ہے۔ اِس میں سے وہ قومی نقص جو یہودیوں کی سخت دلی کے سبب رہنے پاتے تھے دور کئے گئے ہیں۔ اس قانون کے الفاظ اور روح سے ظاہر ہے کہ خداوند ایک جورو کے ہوتے ہوتے دوسری سے بیاہ کرنے کو زناکاری قرار دیتا ہے۔ سوائے زناکاری کے کوئی اور سبب جورو کو





جورو ہونے سے خارج نہیں کرتا اور اس لئے کسی اور سبب سے پہلی جورو کو طلاق دینا کوئی طلاق نہیں اور دوسری جورو نہ کیجائے کیونکہ یہہ پہلی جورو کے برخلاف زنا کاری ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہہ ہے کہ جبحال پہلی جورو کو طلاق دیکر دوسری سے بیاہ کرنا زناکاری ہے تو اُس کو طلاق دیئے بغیر بیٹھے اسکی موجودگی میں دوسری جورو کرنا بڑھکر زناکاری ہے۔ کیونکہ اس کے لئے طلاق والا بہانا بھی نہیں ہے بہر حال ایک ہی جورو رکھنے کی تاکید ہے۔ زاید جورو زناکاری ہے۔ خواہ طلاق دے دیکر بیجاویں اور خواہ ایک آن میں۔ ایک ہی بات ہے۔

یاد رہے کہ موسیٰ نے اس حکم کے تحت میں کہ "تو زنا نہ کر" کئی ایک تشریحیں لکھی ہیں (دیکھو احبار ۲۰: ۱۰-۲۲) مگر خداوند ذاتی تشریح نہیں لکھی کیونکہ گو کثرت ازدواجی خدا کے ابتدائی قانون کے برخلاف تھی اور بنی اسرائیل کی کثرت ازدواجی سے خدا خوش بھی نہ تھا تو بعض حالتوں میں اُس سے طرح دی تھی۔ اور پھر خداوند نے کثرت ازدواجی کو صرف جی کا جلانا ہی نہیں کہا جیسا موسیٰ نے لکھا ہے (احبار ۱۸: ۱۸) اور صرف بے وفائی ہی نہیں کہا جیسا ملاکی نے حق لکھا ہے (ملاکی ۲: ۱۴) بلکہ اس کو زناکاری قرار دیا ہے کیونکہ کسی حالت میں اس سے طرح دینا منظور نہ تھا۔

یہہ بھی یاد رہے کہ خدا نے پیشتر اُس سے کہ دنیا آباد ہوئی ایک مرد اور ایک عورت کا جوڑا بنا یا جو نور انہ جانے اور اُس سے دنیا آباد ہو۔ خداوند مسیح نے بھی اپنی کلیسیا کی آبادی اُسی اصول پر قائم کرنے کے لئے پہلے ہی سے یہہ قانون مقرر کر دیا تاکہ کلیسیا کے خاندان ایک مرد اور ایک عورت سے مرکب مقرر ہوں موسیٰ کی طرح کوئی مستثنیٰ لگا دینا یہہ سوچکر کہ ابھی میری کوئی کلیسیا نہیں کوئی پیرو نہیں ہے اور جیسے جیسے کلیسیا بھرتی کرتا جاؤں اور بعد کثرت ازدواجی منع کرونگا ہرگز نہیں۔ خداوند کو کسی گناہ کی رعایت منظور نہ تھی۔ وہ ہر گناہ سے توبہ اور ترک طلب کرتا ہے۔

مگر یہ کہ اخلاق کے اُس کامل معلم نے ابراہام اور داؤد وغیرہ کے نمونوں کو بالکل نظر انداز کیا اور آدم اور حوا کا نمونہ اور خدا کا پہلا قانون خاندانوں کی بابت مکرر قائم کیا۔ اور اُن نمونوں کا ذکر کرنے کی خداوند نے غالباً گنجایش نہ دیکھی کیونکہ ملاکی نبی ویسی کارروائیوں کی بابت کافی جھاڑ دے چکا تھا۔ اب معلوم نہیں عیسائی بھائیوں کو کیا ہوا ہے وہ دوڑ دوڑ کے داؤد کے نمونوں میں ثبوت ڈھونڈھنے کو چلے جاتے ہیں۔ اب ہم خداوند کے رسولوں کی تعلیم کی طرف رجوع کریں۔ بس

واضح ہو کہ خداوند مسیح کے ایسے صاف اور صریح حکم کے برخلاف ممکن نہ تھا کہ اُس کے رسول کثرت ازدواجی کی کسی صورت میں رعایت کرتے۔ یعنے ایسوں کو جو بقول خداوند زناکاری کی حالت میں تھے کلیسیا میں قبول کرتے اور دیں انکو انکی زناکاری کی حالت میں رہنے دیتے۔ ایسا جواز یا رعایت قاعدہ ہوتی کہ مجرد عیسائیوں یا ایک بیوی والے عیسائیوں کو زیادہ بیویاں کرنے سے روک سکے۔ اور روکنا مناسب بھی نہ ہوتا کیونکہ داؤد اور سلیمان کے نمونے موجود تھے۔ اور مسیحی کلیسیا میں واحد ازدواجی قانون نہ رہتا۔ اب رسولوں کے سارے خطوں میں کوئی اشارہ تک کثرت ازدواجی کے جواز یا رواج کی بابت پایا نہیں جاتا۔ ازدواج سے دو بڑے مطلب منظور تھے۔ ایک دنیا کی آبادی اور دوسرا یہ کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کے ساتھی ہوں کیونکہ مرد کو خدا نے ایسا بنایا تھا کہ اس کا اکیلا رہنا اچھا نہ تھا اور اس لئے اس کے لئے ایک عورت بنائی۔ مگر آبادی کے بڑھ جانے سے گناہ کے باعث زناکاری کا احتمال تھا اور وہ وقوع میں بھی آنے لگی اس لئے یہہ حکم ہوا کہ "تو زنا نہ کر" اس کی بابت پولوس رسول یوں لکھتا ہے کہ حرامکاریوں کے اندیشہ سے ہر مرد اپنی بیوی اور ہر عورت اپنا شوہر رکھے" وغیرہ (۱ قرنتھیوں ۷: ۲-۴)۔ یہاں کثرت ازدواجی صاف خارج ہے۔ اولاد کی خاطر یا عیش کے لئے مرد کو کئی ایک بیویاں نہیں لیکن صرف ایک جورو۔ اپنی جورو رکھنے کا حکم ہے۔ اور عورت کو کئی ایک ہم عصر خاوند کرنے ممانعت ہے۔ وہ اپنا شوہر ایک شوہر رکھے۔ اسحال میں رسول بہت بیویوں والے آدمیوں کو جو اصول کے برخلاف زندگی بسر کرتے تھے کیونکر کلیسیا میں قبول کر سکتے تھے۔ اور اگر قبول کرنا منظور ہوتا تو یہی موقعہ تھا کہ انکی رعایت میں سچے مسلاشی ہونے کا عذر کر دیتے۔ تاکہ اوروں کے لئے تنگی سی کثرت ازدواجی کی بندش رہتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ رسول سے لوگوں کا سوال بیاہ کرنے کی بابت تھا جس کے جواب میں یہہ باب لکھا گیا تھا۔ اور اس ہدایت سے یہہ بھی مفہوم ہو سکتا ہے کہ یہہ ہدایت نہ صرف معمولی زانیوں کے بلکہ کثرت عورتوں والے زانیوں کی برائی جتانے کے واسطے بھی تھی تاکہ عیسائی شدہ لوگ بھی ویسی حرص نہ کریں ورنہ فقط ایک ایک بیوی کی قید نہ لگائی جاتی اور کبھی فرض رکھی جاتی کہ ہر مرد اپنی بیوی یا بیویاں رکھے۔

مزید براں یہہ بھی معلوم ہو کہ توریت میں دو جورو والے کو کچھ نہ کچھ ہدایت اور بندش کی گئی تھی۔ مگر رسولوں نے اپنے متعدد جوروؤں والے مریدوں کو (دگر ایسے لوگ مرید کئے گئے تھے) کوئی ہدایت نہیں کی اور نہ ایک ایک بیوی والوں کو کچھ کہا کہ کثرت والوں سے کیا برتاؤ کرنا۔ اس کا سبب یہی تھا کہ کلیسیا میں ایسے آدمی شامل نہیں کئے گئے تھے۔

پس اگر کوئی آدمی جو بہت جوروان رکھتا ہے مسیح پر ایمان لانے کا اظہار کرے اور اسکی جوروان بھی ہوں تو اُس

حال میں مسیح اور اس کے رسولوں کے قطعی فیصلہ کی رُو سے یہہ لازمی ہے کہ وہ مرد اور عورتیں اپنے تئیں زناکاری کی حالت سے صاف کریں۔ مرد پہلی جورو کو رکھے باقی زناکاری میں داخل ہیں۔ اور وہ عورتیں بھی بموجب خداوند کے قانون کے اپنے آپ کو اس زناکاری کی حالت سے خود بھی نکالیں اور اُس مرد سے علیحدہ ہوکر بپتسمہ پاویں۔ باقی عورتوں کو علیحدہ کرنے کی بابت بھی ہم اپنے پہلے مضمون میں واجبی دلیل دے چکے ہیں اس موقعہ پر ایک اور بات ہے جسکو یاد رکھنے سے ایسے لوگوں کو بہت حوصلہ ہو سکتا ہے اور وہ یہہ ہے۔ خداوند نے فرمایا کہ "ایسا کوئی نہیں جو گھر یا بیوی یا بھائیوں یا ماں باپ یا اولاد کو خدا کی بادشاہت کیواسطے چھوڑ دے اور اس زمانہ میں ان سے کئی گنہ زیادہ اور آنے والے عالم میں ہمیشہ کی زندگی نہ پائے (لوکا ۱۸: ۲۹ و ۳۰)۔"

باقی رہا یہہ قول کہ "نگہبان ایک جورو کا شوہر ہونا چاہئے" (اتمطاؤس ۳: ۲)۔ اس سے اوروں کے لئے کثرت ازدواج کو جائز کہنا انجیل کے منشا سے یعنے خداوند اور رسولوں کے فیصلہ کے برخلاف اور اُن سے بالکل غیر بات ٹھہریگی۔ مگر مسٹر بوجنان خان صاحب لکھتے ہیں کہ "ایک بیوی کی قید صرف نگہبان اور بزرگ کیلئے لگائی ہے۔ ہم پھر جان کالون صاحب سے نقل کرتے ہیں۔ اس آیت کی ایک ہی سچی تشریح وہ ہے جو کریسٹم نے کی ہے کہ وہ یعنے پولوس رسول کثرت الازدواجی کو جو اُس وقت یہودیوں میں جائز سمجھی جاتی تھی صاف طور پر بشپ کے لئے برسمی ٹھہراتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن وہ کسی حد تک دوسروں کے بیچ اسکی برداشت کر سکتا تھا جو بشپ کے لئے حد درجہ کی بُری ہو۔"

راقم

پادری جی ایل ٹھاکر داس صاحب از لاہور

ہندوستانی عیسائی اور پولیٹیکل معاملات

مضمون نگار صاحب عیسائیوں کے "معاملانہ رویہ" اور بے اتفاقی" کو بائبل مقدس کی تعلیم سے منسوب کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مقدس کتاب سے بالکل ناواقف ہیں۔ ورنہ ایسی بے تکی ہانک لگاتے ہوئے ضرور جھجکتے میں اپنے غیر مسیحی دوستوں کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ بائبل مقدس "حب وطن" کی اعلیٰ ترین تعلیم دیتی ہے۔ جو شاید کہیں اور نہیں ملیگی۔ واشنگٹن سے بڑا کوئی محب وطن دنیا میں نہیں گزرا۔ مگر وہ ساتھ ہی پکا عیسائی اور نہایت پارسا آدمی تھا۔ اس کا زہد ضرب المثل ہے۔ ابراہم لنکن واشنگٹن ثانی سمجھا جاتا ہے وہ بھی اپنی دینداری اور پارسائی اور مسیحی طبیعت کے واسطے مشہور ہے۔ امریکہ کے کسی پریسیڈنٹ نے غلاموں کو آزاد کرنے کی جرأت نہیں کی تھی مگر ابراہم لنکن کا نام انکو آزاد کرنے کیواسطے اس وقت تک زندہ رہیگا۔ جب تک نظام شمسی قائم اور آسمان و زمین گردش میں ہیں۔ یورپ و امریکہ کے جس محب وطن کی سوانح عمری پڑھئے۔ اس سے ظاہر ہو جائیگا۔ کہ وہ اول درجہ کا عیسائی اور بائبل مقدس کا معتقد تھا۔ بدیں وجہ بائبل مقدس کو حب وطن کے خلاف قرار دینا بالکل غلط اور سراسر لغو ہے۔

مضمون نگار صاحب آگے جاکر لکھتے ہیں "ہندوستانی سب سے پہلے ہندوستانی پھر ہندو مسلمان اور کرسچن" یہہ بالکل درست ہے مجھے آپ سے اتفاق کلی ہے نظیر کے طور پر جاپانیوں کو پیش کیا گیا ہے۔ ہمارے ہموطنوں کو جاپانیوں کے نقش قدم پر چلنا چاہئے۔ جبتک انکا نمونہ مفید ہوگا۔ ورنہ انکو کلی زنانی جمع خرچ سے کیا حاصل؟ جاپان آپکو سکھاتا ہے۔ کہ آپ انکی (سپرٹ آف ٹو لیریشن) سے کام لیجئے۔ وہاں کے عیسائی پارلیمنٹ کے ممبر ہیں۔ اعلیٰ سرکاری عہدوں پر ہیں فوجوں کے جنرل بھی بہت سے عیسائی ہیں۔ سابق چیف جسٹس آف دی سپریم کورٹ ایک دیندار عیسائی تھا۔ وہاں کے لوگ عیسائیوں کو اپنا دوست بلکہ ہمسایہ اور ہموطن خیال کرتے انکے اوپر وثوق کامل رکھتے ہیں۔ آپ بھی ایسا ہی کیجئے۔ پھر بھی اگر ہندوستانی عیسائی آپکی پولیٹیکل تحریکوں میں شریک نہ ہونگے تو انکی نسبت جو چاہیں۔ رائے قائم کرلیں۔ آپکو اختیار مطلق حاصل ہوگا لیکن اس سے پیشتر آپ ہم سے "امداد" کے متوقع مت ہوجئے۔

ہندوستانی عیسائی اپنے فرائض کو خوب جانتے ہیں۔ اور ان کے باحسن وجوہ انجام دینے کیواسطے تیار ہیں۔ دیتے رہے ہیں اور دیتے رہینگے۔ اپنے ہموطنوں کی روحانی اخلاقی تعلیمی صنعتی و مالی اور پولیٹیکل ترقی کیواسطے تن من دھن سے کوشش کرتے رہینگے۔ اور اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرینگے۔ میں آخر میں اپنے مسیحی بھائیوں سے یہہ درخواست کرونگا کہ وہ اپنے فرائض بجانب ملک و قوم کو تندہی سے انجام دینے میں لیت و لعل نکریں۔ بلکہ جب موقع پیش آئے انکو پورا کیا جائے پولیٹیکل تحریکوں پر سرد دلی سے نظر نہ ڈالیں۔ بلکہ جہانتک مناسب اور واجب ہو۔ دلچسپی ظاہر کیجائے۔ اور اپنی روش سے خود کو حقیقی ہندوستانی محب وطن اور ملک و قوم کے صادق خیرخواہ ثابت کر دکھائیں جس سے مخالفوں کو شکایت کا موقع نہ ملے اور وہ ہمکو "بدخواہ ملک" کے معیوب نام سے یاد کرنے کے قابل نرہیں۔ پولوس کہتا ہے "جہانتک ہو سکے ہر ایک سے ملے رہو"۔ کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ ہم اپنے غیر مسیحی ہموطنوں سے انکی فلاح میں دلچسپی ظاہر کرکے دوستانہ تعلقات پیدا کریں۔ جس کے سوا اور

بہترین طریقہ اپنے اہم فرائض ادا کرنے کا شاید ہی کوئی اور ہوگا!

خدا محبت ہے

میں نے کئی دفعہ دو دوست بیلوں کو میدان میں کھیلتے دیکھا۔ انکو اپنے سینگوں کو بے طرح کام میں لاتے پایا کہ ایک دوسرے کو ذرا نقصان نہ پہنچاتے تھے۔ اگرچہ ان سینگوں سے بیسوں بیلوں کو انہوں نے چوٹ لگائی ہوگی لیکن اپنے دوستوں کے لئے وہ سینگ نہایت ملائم تھے۔

میں نے کئی سپاہیوں کو دیکھا کہ بیرکوں میں اپنے بچوں کو کھلا رہے ہیں اور اپنے ہاتھوں پر انکو اچھالتے ہیں۔ وہ ہاتھ جنہوں نے بیسوں جانوں کو ہلاک کیا ہوگا میں نے دیکھا کہ اپنے پیاروں کے لئے وہ ہاتھ ریشم سے نہایت ملائم ہو کر کام کرتے ہیں میں نے معلوم کیا کہ ایک ڈاکٹر جس نے سینکڑوں پیٹ چیرے اور ہاتھ پاؤں کاٹے اپنے پیاروں کو ہاں بچوں کو انہیں ہاتھوں سے گود میں لیکر پیار کر رہا ہے۔ انکو یہ ہاتھ کچھ نقصان نہیں کرتے ہیں۔ پس ہم اپنی تجربہ سے قائل ہیں کہ جہاں پر محبت ہے وہاں پر سختی ریشم سے زیادہ ملائم تر ہے۔ اور وہ سختی بھی محبت کی خدمت میں پانی ہو جاتی ہے۔ خدا محبت ہے پس وہ ملائم ہے۔

اگر اس میں سختی بھی ہو تو اس کے محبوبوں کے لئے وہ ایک ریشمی گدا اور مخمل کا بچھونا ہے۔ اور اس کے محبوب کے لئے محافظت کا قلعہ ہے۔ خدا محبت ہے اس لئے وہ ملائم ہے۔ ملائم اور با محبت ذات ایک سمجھدار شخص کے لئے زیادہ موثر اور باتاثیر ہوتی ہے دنیا میں انسان ایک سمجھدار مخلوق ہے لہذا با محبت اور ملائم خدا کی ذات اس کے لئے زیادہ تاثیر بخش ہونی چاہئے۔ ہاں ایسی پاک ذات کی ہستی کا خیال جو ملائم ہے۔ شفیق ہے مہربان اور دردمند ہے ہمارے لئے زیادہ مقبول ہونا چاہئے۔ ہاں اُس کے آگے ہمکو خم ہونا چاہئے اور اسکی محبت کی ملائمت کے جلال کے سامنے ہمیں سرنگوں ہونا چاہئے۔ ایسی ہستی کے آگے خم ہونیکی ہم میں طبعی عادت ہے۔ ہم صاحب محبت اور ملائمت کی بالطبع مخالفت نہیں کرتے ہیں بلکہ ایسی ذات سے ملاقی ہونا اور ایسی شخصیت کی نذرت میں آپ کو سونپ دینا اور ایسی ہستی کے ہر ایک ارشاد کو بجا لانا ہم ہمیشہ اپنا فرض عین تصور کرتے رہتے ہیں۔ پس خدا محبت ہے اور خدا ملائم ہے اس لئے خدا کی محبت اور ملائمت کے آگے جھکنا ہمارا فرض ثابت ہوتا ہے اور اسکی محبت کے اسیر ہونا ہم پر واجب بتلایا جاتا ہے۔ ایسے خدا کی اطاعت اور حکم برداری سے روگردانی کسی طرح سے انسانی نیچر کا تقاضا قرار نہیں پا سکتی ہے۔ اور ایسے خدا سے بے وفائی کسی جہت سے ہماری انسانیت کی خوبی نہیں ٹھہر سکتی ہے۔ وہ شخص جو ایسے خدا سے گریزاں ہے اور جو ایسے باپ سے تسلی نہیں پاتا ہے اسکی فطرت اور انسانیت میں فرق ہے اور اسے انسان تصور کرنا خلاف عقل ہے (نذر پادری غلام مسیح)

چینی لونڈی

"دادی مہربانی کرکے میری بابت دیوتا سے عرض کیجئے"

بڑھیا نے پھر پہلے کیطرح دیوتا کی تعریف کی اور کہا کہ بیچاری لنگ سو کیا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ وہ کسی روز بڑی دولت مند عورت ہو جاوے اور دیوتا کی عزت میں کئی مندر بنوا سکے اور بڑے بڑے چڑھاوے چڑھا سکے اور آخر کار کچھ مندرجہ ذیل قسم کے الفاظ کہکر پرستش تمام کردی "اب اگر تم دانا ہو تو اس لڑکی کی بڑی حفاظت کرو کیونکہ آخر کار تمکو اس سے بہت فائدہ حاصل ہوگا"۔

جب وہ گھٹنوں سے اٹھی تو لنگ سو نے پوچھا "دادی کیا آپ کا یقین ہے کہ جو کچھ آپ نے میرے لئے مانگا ہے۔ دیوتا ویسا ہی کرینگے"

اس نے کہا "میری بیٹی ہاں میں ایسا ہی امید کرتی ہوں کیونکہ دیوتا تجھ سے مندر اور چڑھاوے لینا چاہینگے اگر تم کبھی دولتمند ہو جاؤ تو یہ چیزیں دینی چاہئیں"۔

لڑکی نے کہا "دادی میں تو مفلس اور غریب لونڈی ہوں۔ کسطرح امیر یا دولتمند ہو سکتی ہوں"

بڑھیا نے کہا "اسکی بہت پرواہ نہیں۔ اگر تمہارے وعدے پر دیوتا مدد کرے تو کون جانتا ہے کہ اس کی مدد سے تم دولتمند بھی ہو جاؤ"۔

دادی کیا تم اسی طرح دیوتاؤں سے گفتگو کیا کرتی ہو کیا کوئی ایسے دیوتا بھی ہیں جو اس وقت بھی پیار کر سکیں جب اُن کو معلوم ہو کہ ہم ان کے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔ میں زبردستی یقین نہیں کرنا چاہتی۔ میں ایسا دیوتا چاہتی ہوں جو بڑی ماں کی مانند ہمیشہ مجھے پیار کرے اور میری حفاظت کرے"۔

بڑھیا نے کہا "یہ دیوتے ہماری طرح نہیں ہیں بلکہ وہ بہت بزرگ ہیں۔ ہمیں اُس کے عوض جو وہ ہمارے لئے کرتے ہیں کچھ کرنا چاہئے"۔

"کیا کوئی دیوتا ہماری مانند نہیں ہے؟ کیا کوئی ایسا دیوتا نہیں جیسا کہ ماں باپ ہوتے ہیں اور جو اُسی طرح جس طرح کہ وہ اپنے بچوں کی حفاظت کرتے ہیں ہماری حفاظت کرے"؟

"میں کسی کو نہیں جانتی"

"دادی دیوتاؤں کو کسنے بنایا"

دیوتاؤں کو کس نے بنایا۔

لڑکی! اس سے تمہارا کیا مطلب ہے؟

"کس نے سب سے پہلوں کو بتایا؟ اگر اس نے انکو ایسا بنایا کہ لوگ انکی پرستش کریں تو کیوں اس نے انکو ایسا نہ بنایا کہ لوگ انکو پیار بھی کر سکیں"۔

میری بچی۔ میں نہیں جانتی۔ تمہیں ایسے سوال نہیں پوچھنے چاہیے۔ آؤ اب ہم تمہارے گھر چلیں اور تمہاری نئی ماں کی روح کی پرستش کریں"۔

لیان اب تک گھر سے غیر حاضر تھی اور دروازے پر قفل لگا ہوا تھا۔ لنگ سو دوڑ کر فوراً چابی لے آئی اور دروازہ کھولکر دونوں گھر میں داخل ہو گئیں۔ انہوں نے دیکھا کہ چھوٹے کمرے کے درمیان الماری میں ایک تختی رکھی ہوئی ہے۔

سوچم نے کہا "تمہاری نئی ماں کی روح اس تختی میں ہے۔ جب تم اس کے سامنے پرستش کرتی ہو تو اس کی روح کی پرستش کرتی ہو۔ تم اس تختی کو ویسا ہی سمجھو جیسا کہ اپنی ماں کو سمجھا کرتی تھی"

لڑکی نے کہا "اس چھوٹی سی تختی میں میری ماں کی روح کس طرح داخل ہو سکتی ہے اور یہہ تو میری ماں کے ہاتھ کے برابر نہ تو لمبی اور نہ ہی چوڑی ہے"؟

"روحیں ہر جگہ داخل ہو سکتی ہیں"

کیا وہ اس جگہ بھی جا سکتی ہیں جہاں ان کے لئے جگہ بھی نہ ہو۔ کیا وہ اپنے تئیں چھوٹا بنا سکتی ہیں"؟

"ان روحیں تنگ سے تنگ جگہ میں رہ سکتی ہیں"

"دادی کیا تم کو یقین ہے کہ میری نئی ماں کی روح اس تختی میں ہے۔ مجھ کو تو ایسا معلوم نہیں ہوتا"۔

"کچھ پرواہ نہیں۔ اس کی روح اس میں ضرور ہے۔ اب دیری ہو گئی جاتی ہے اور رات کے وقت ہمیں یہاں رہنا مناسب نہیں۔ آؤ ہم جلدی کریں میرا خیال ہے کہ یہاں کسی قسم کی خوراک کی چیز تو موجود نہ ہوگی اور علاوہ اس کے میں ہیو کی رضامندی کے بغیر اس کی چیزوں کو استعمال بھی کرنا نہیں چاہتی تم میرے گھر پر جاؤ اور کھیاؤ کی والدہ سے کہو کہ ہوتسو کی روح کے آگے چڑھانے کے لئے وہ تمکو کچھ چاول اور چیزیں دیدیوے۔ لیتے ہی فوراً چلی آؤ"۔

چند لمحوں میں ہی لنگ سو خوراک کی چیزیں لیکر واپس آگئی۔ کھیاؤ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلا آیا جب بڑھیا اور چھوٹی لڑکی چڑھاوے کے لئے خوراک اور خوشبو تیار کر رہی تھیں وہ چپ چاپ کھڑا دیکھتا رہا اس تختی کے سامنے ایک چھوٹے سے میز پر سوچم نے چاولوں کا پیالہ۔ گوشت کی رکابی۔ ایک یا دو رکابیاں جنمیں اور اور چیزیں تھیں رکھدیں چاولوں کے پاس اس نے لکڑی کی دو سلائیاں جنسے چینی لوگ چاول کھایا کرتے ہیں رکھدیں۔ اور چھوٹی سی چائدانی میں سے ایک چھوٹے سے پیالے میں چاء ڈالی اور اس طرح روح کے لئے ضیافت تیار کردی۔ بعد اس کے خوشبو کی چند تیلیاں جلا کر ایک بانس کے پیالے میں تختی کے آگے رکھدیا۔ جب سب کچھ تیار ہو چکا اس نے لنگ سو کو اپنے ساتھ گھٹنے ٹیکنے کا اشارہ کر کے دھیمی آواز سے کہا۔

"جیسا میں کروں تم بھی کرو"

دونوں نے اپنے ہاتھ جوڑ کر تختی کی طرف اٹھائے اور زمین تک جھک کر تین بار سجدہ کیا۔ بعد اس کے سوچم نے جبکہ لنگ سو اس کے پیچھے پیچھے کہہ رہی تھی مندرجہ ذیل دعا کی۔

"اے سرفراز شدہ روح۔ تیوہو کی پہلی ساتھی اس نکمی سی خوراک کو اپنی بے پالک بیٹی اور اس کے رفیق کے ہاتھ سے قبول فرما۔ تمہارے چلے جانے کے سبب سے دنیا اچاٹ ہو گئی ہے۔ ہم ایک دفعہ پھر تمہارے خوبصورت چہرے کے دیکھنے کے مشتاق ہیں۔ اس لئے کہ ہم تمہاری حضوری کی برکت حاصل نہیں کر سکتے ہمارے دل بہت ہی پژمردہ ہیں پھر ہمارے پاس آجاؤ اور کم از کم اتنا تو محسوس کرنے دو کہ تم ہماری نگہبانی اور حفاظت کرتی ہو۔ ہر قسم کی مصیبت سے ہمیں بچائے رکھو اور ہر ایک برکت جو تم اپنی اس سرفراز حالت میں دے سکتے ہو ہمیں بخشو ہم کو یاد رکھو اور ہم تم کو کبھی نہ بھولیں گے۔ تمہاری غلام۔ سرفراز شدہ لن سو کی نالائق بیوی اور ہوسو کی ہشت نزاد ساتھن کی اعلیٰ روح کی بے پالک نالائق بیٹی کی یہہ دعا ہے"۔

جب دونوں گھٹنوں سے اٹھیں تو لنگ سو نے پوچھا۔ کیا میں ہمیشہ یہی الفاظ استعمال کیا کروں"۔

سوچم نے جواب دیا "نہیں جو الفاظ تم چاہو استعمال کرو۔ لیکن مردوں کی روح سے باادب گفتگو کرنی چاہیے آؤ چلیں اب اندھیرا ہوتا جاتا ہے۔ ہمیں گھر جانا چاہیے میں خوشبو کی یہہ تیلیاں بجھا دیتی ہوں کیونکہ یہہ قریباً جل چکی ہیں ایسا نہ ہو کہ ان سے کسی چیز کو آگ لگ جاوے"

لنگ سو نے کہا "کیا آپ خوراک اسی جگہ چھوڑ جاؤگی"

بڑھیا نے جواب دیا "ہاں رات کو روح کو بھوک لگے گی اور جسقدر اسکو ضرورت ہوگی وہ اسمیں سے لے گی"۔

کھیاؤ نے ایسی دھیمی آواز سے کہ سنائی نہ دے سکے کہا "چوہے اور چوہیاں بھی" وہ اپنی دادی کی ان تمام باتوں کو جو وہ روحوں کی نسبت کہتی تھی یقین نہ کرتا تھا اگرچہ کھیاؤ روحوں کی نسبت بعض اوقات بے ہودہ اور ہنسی ٹھٹھے کی باتیں کہا کرتا تھا مگر اپنی نسبت کچھ بھی خیال نہ کیا کرتا تھا چونکہ اسکی ماں کے پاس بہت سے چھوٹے چھوٹے بچے تھے اس نے اسکو فرصت نہ ملتی تھی کہ وہ نہیں بت پرستی کی تعلیم دے علاوہ اس کے بچوں کی دینی تعلیم کی نسبت عموماً مرد ہی بیویوں اور ماؤں کو سکھلایا کرتے ہیں اور کھیاؤ کے باپ کو بھی اسکی نسبت کچھ تعلیم نہیں دی گئی



تھی اسواسطے کھیاؤ کو روحوں کی پرستش اور بت پرستی کی نسبت بہت کچھ تعلیم ملی تھی سو جب اُسنے دیکھا کہ کھیاؤ اپنے باپ سے بھی کم روحوں اور دیوتاؤں کی پرستش کی پرواہ کرتا ہے تو وہ اپنے دیگر بیٹوں کو سکھلانے میں بہت وقت خرچ کرنے لگی ؛

رسید زر

مسٹر جے۔ جیکب۔ انبالہ ۱۴ر
مسٹر جے گڈین۔ غازی آباد۔ اشتہار ۶ر
پادری آر ڈی۔ پرسیمین۔ سیوانی ہے
بابو رام پرشاد اندور ۱ر
مسٹر ایف آر۔ خان عہ
پادری جے ڈبلیو۔ بیگس اشتہار عہ
مس ترلچ۔ الموڑہ لعہ
پادری طالب مسیح اشتہار عہ

مخزن مسیحی

یہہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو دو من اردو اور انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کی خاطر شایع ہوتا ہے۔ اس کا مدعا ہے کہ بڑے بڑے مفسران انجیل اور کلیسائی کارندوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کے ذریعہ سے مسیحی کارندوں کی علمی منفعت کرے۔ نیز مختلف مشن سٹیشنوں کی کلیسیائی خبریں اس میں خصوصاً درج ہوتی ہیں سنڈے سکول اور کرسچن انڈیور کے کاموں کے متعلق ہر قسم کی ضروری توجہ دکھاتی ہے ؛

شرح چندہ کی حسب ذیل ہے

عوام سے دو روپیہ سالانہ

اگر تنخواہ پچاس روپیہ سے کم ہو عمر سالانہ
" " پچیس روپیہ سے کم ہو عہ "
" " پندرہ روپیہ سے کم ہو ۱۲ر "
" " نو روپیہ سے کم ہو ۸ر "

نمونہ کا پرچہ درخواست پر روانہ کیا جاتا ہے۔ درخواستیں ذیل کے پتہ پر ہونی چاہئیں۔

المشتہر

پادری ای۔ جی۔ میگاؤ الموڑہ یوپی (صوبجات)

پرسبیٹرین بیوگان و یتامیٰ کا فنڈ

یہہ فنڈ ۱۸۴۳ء میں قایم ہوا ہے تین سو سے زیادہ اشخاص اس میں شریک ہیں۔ ساٹھ سال کے عرصہ میں اس فنڈ کی طرف سے ۶۵ بیوگان اور خاندانوں کو ۷۵ ہزار روپیہ سے زیادہ پنشن دی گئی ہے یہہ رقم اس کل رقم سے نو ہزار روپیہ زیادہ ہے جو چندہ دہندگان سے وصول ہوا ہے اس وقت اس فنڈ میں بیالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہے اس فنڈ کا نرخ کسی اور اس قسم کے فنڈ سے یہہ ارزان ہے۔ ہند کا ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس فنڈ میں شامل ہو سکتا ہے مردوں کو پیر سالی میں مستورات کو بیوہ کی حالت میں اور بچوں کو یتامیٰ میں اس فنڈ سے پنشن ملتا ہے صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجنے پر پراسپکٹس روانہ کیا جاتا ہے

المشتہر

پادری والٹر جے کلارک صاحب ایم اے مینجنگ ڈایرکٹر نولکھا۔ لاہور

ضرورت

۱۲ ۱۳

میں نے سپیشل کیٹی کسٹ کے عہدے سے استعفا دیکر ابو جلسٹ ورک متعلقہ چرچ مشنری سوسائٹی چھوڑ دیا ہے جس کا غیر مشن میں میری خدمت خداوند کے لئے مطلوب ہو لہذا ہوں کہ مجھے کام کی ضرورت ہے خط و کتابت پتہ ذیل پر ہو۔

منشی میر عالم خان مسیحی سینٹ جانس کالج لاہور

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ ۶ر
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک " ۶ر " " ہے
قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۶ر	ہے	ے
چوتھائی کالم	ہے	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	ہیہ
پورا کالم	عہ	ہیہ	عہ
پورا صفحہ	سہ	سہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۱ر مابعد کے ار فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ

نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکولوں کو بلا محصول عہ
" " " " " " معہ محصول عہ
" " آٹھ کاپی سبق شدے سکول ۶

ممیرے کا سرمہ

نمونہ پانچ ہزار روپیہ انعام | پانچ ہزار روپیہ انعام

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

پانچ ہزار روپیہ انعام | پانچ ہزار روپیہ انعام

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ خاص و عام اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے دو روپیہ ہیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرا فی ماشہ عہ روپیہ) مصری سرمہ فی تولہ سعہ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ المشتہر پروفیسر میاں سنگھ آہلووالیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

بوجہ عدم گنجائش چند صاحبان کے صرف نام نامی معہ پتہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں کہ جنہوں نے تجربہ کرکے تحریر فرمایا ہے کہ اس سرمہ سے بہتر آنکھوں کی بیماریوں کے لئے بحفاظت بینائی کے لئے اور کوئی سرمہ یا دوائی نہیں ہے۔

جناب ڈاکٹر لعل خان صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ چھوٹا چھندواڑہ ضلع رنگپور جناب ڈاکٹر سید جلال شاہ صاحب مقام عدن ملک عرب۔ جناب کشوری لال صاحب انچارج گورنمنٹ شفاخانہ اکلیر جھالاواڑ۔ جناب ڈاکٹر عبد الصمد صاحب میڈیکل افسر شفاخانہ مواد علاقہ سندھ۔ جناب ڈاکٹر بھگوان سنگھ صاحب انچارج شفاخانہ ریاست جیند۔ جناب ڈاکٹر بیلی رام صاحب انچارج شفاخانہ اٹاری ضلع امرتسر۔ جناب ڈاکٹر دلیپ سنگھ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن میو ہسپتال لاہور۔ جناب ڈاکٹر محمد خان صاحب شفاخانہ نہر بھوانی گڈھ ریاست پٹیالہ۔ جناب ڈاکٹر سری سہائے پت صاحب ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن شفاخانہ جھانسی۔ جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان صاحب انچارج شفاخانہ کاسگنج ضلع ایٹہ

جناب ڈاکٹر محمد عثمان غنی صاحب انچارج شفاخانہ پولیس فیروز پور جناب ڈاکٹر منشی لچھمن داس صاحب ایچ اے۔ میڈیکل انچارج شفاخانہ بھلواڑہ میواڑ۔ جناب ارباب محمد فرید خان صاحب کمانڈنگ آفیسر ملٹری پولیس ہزارہ جناب حکیم محمد عطاء الحق صاحب سند یافتہ مدرسہ طبی دہلی بمقام چاند پور بجنور جناب دیوان رامانند صاحب رائے بہادر ڈسٹرکٹ جج ہوشیار پور۔ جناب سردار نہال سنگھ صاحب بہادر ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس سیالکوٹ جناب سری مہاراجہ صاحب بہادر والئے ریاست منڈی سوکیت جناب سری مہاراجہ صاحب بہادر والئے ریاست گوالیر جناب سری راجہ دھیراج ہرکشن سنگھ صاحب بہادر والئے ریاست دربادادوے پور۔ جناب سری راجہ کشن کمار صاحب بہادر تعلقدار سہسپور بلاری ضلع مرادآباد۔ جناب مہاراج کنور بھرپال سنگھ صاحب بہادر ریاست جھگواں اودھ۔ جناب مہاراجہ شتروجیت پرتاب بہادر سہائے صاحب بہادر والئے ریاست تمکوہی ضلع گورکھپور جناب ڈاکٹر بیج لعل گھوس رائے بہادر ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند جناب خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل ایم اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر ویٹرنری کالج لاہور جناب ڈی ایم ساکھلے صاحب بہادر ایم بی۔ ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی اڈنبرگ انگلینڈ امرتسر جناب ڈاکٹر کانشی رام صاحب میڈیکل افسر شفاخانہ بیر ریاست نیپال ملک نیپال۔ جناب ڈاکٹر سید محمد علی صاحب معالج خاص جناب معلے القاب خانبدانی صاحبہ کوچ بہار۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ میڈیکل آفیسر ریٹائرڈ علی پور کلکتہ

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ہیرے کی شہادات میں سے جو قریب پچیس ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بینک میں اسی غرض کے لئے ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۳ء میں جمع کیا گیا ہے۔

پادری تارڈی شریبی صاحب اڈیٹر و منیجر نور افشاں کے واسطے مشن سٹیم پریس لودہانہ میں ڈائلی براورس کے اہتمام سے چھپا